جماعت احمدیہ کے متعلق پنجاب کے بعض افسروں کا قابلِ مذمت رویہ

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

جماعتِ احمدیہ کے متعلق پنجاب کے بعض افسروں کا قابلِ مذمت رویہ

(بعض مؤقر اخبارات کے نمائندوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں حاضر ہوکر جماعت احمدیہ کے خلاف احرار کی معاندانہ سرگرمیوں اور حکومت کے رویہ کے متعلق اظہارِ خیالات کی درخواست کی۔ اس پر حضور نے ایک بیان دیا۔ اسے جس رنگ میں مرتب کر کے نمائندگانِ پریس نے بعض انگریزی اور اُردو اخبارات میں شائع کرایا ہے۔ وہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔)

احرار کا مدّعا متعدد واقعات ایسے ہوئے ہیں جن سے احرار کا مدّعا و مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم احمدی امن شکنی کریں۔ بعض مقامی افسروں کی بھی یہی خواہش معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہم نے ان کے سامنے جو شکایات پیش کیں ان پر انہوں نے عملی طور پر کوئی کارروائی نہ کی۔

۲۹۔ مارچ کی شب کو احراریوں نے ایک احمدی محمد اسمٰعیل صدیقی پر حملہ کیا' پہلے اس کی دُکان میں پھر ایک گلی میں۔ پولیس کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی مگر اس نے کوئی توجہ نہ دی اسی شب کو دفعہ ۱۴۴ جو جنوری سے نافذ العمل تھی ختم ہوتی تھی۔ حملہ آوروں کا مقصد یہ معلوم ہوتا تھا کہ احمدی مغلوب الغضب ہوکر امن شکنی کے مرتکب ہوں اور اس طرح دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کو حق بجانب ٹھہرایا جا سکے لیکن احمدی بالکل پُر امن رہے اور قانون شکن لوگوں کو اپنے ارادوں میں ناکامی ہوئی۔

پولیس کا رویہ ۲۷۔ جون کو خان صاحب فرزند علی ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس بٹالہ کیمپ' لوکل حُکّام اور صوبہ کے اعلیٰ حُکّام کو ایک خط بھیجا جس میں ان کو مطلع کیا گیا تھا کہ ہم کو بعض احرار کے اس ارادے کے متعلق علم ہوا ہے کہ وہ ہمارے خلیفہ، ہمارے احمدی بھائیوں اور ہماری عورتوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے چند روز بعد میرے چھوٹے بھائی مرزا شریف احمد پر شارع عام میں حملہ کیا گیا۔ اس اثناء میں پولیس نے اس قسم کے واقعات کو ناممکن الوقوع بنانے کے لئے کسی قسم کی احتیاطی تدابیر اختیار نہ کیں' حالانکہ اس کو اس کے متعلق بروقت مطلع کیا گیا تھا۔ ہم ایک کُھلے میدان میں ایک عمارت تعمیر کرنا چاہتے تھے گو وہ زمین ہماری تھی مگر اس خیال سے کہ کہیں عیدگاہ کی طرح یہاں بھی کوئی جھگڑا کھڑا نہ کر دیا جائے' ہم نے ریونیو حُکّام سے اس کی حد بندی کرا لینی مناسب سمجھی چنانچہ حد بندی کرائی گئی اور ریونیو ریکارڈ سے بھی معلوم ہو گیا کہ وہ زمین میری اور میرے بھائیوں کی ملکیت تھی لیکن حد بندی ابھی ختم ہی ہوئی تھی کہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس موقع پر آ پہنچے اور انہوں نے حکم دیا کہ گو اس زمین کی حد بندی ریونیو حُکّام نے کی ہے مگر اس پر عمارت تعمیر کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دی جا سکتی۔

دیوار کا معاملہ کچھ عرصہ پیشتر ہم نے اپنی زمین پر ایک دیوار کھڑی کر دی تھی تا کہ ہمسائیوں کی زمین سے وہ علیحدہ ہو جائے لیکن عیدگاہ کے معاملہ کے فوراً بعد اس دیوار کو ایک ہجوم نے جو میلہ کے سلسلہ میں اکٹھا ہوا تھا، دن دہاڑے گرا دیا۔ یہ میلہ کئی سال سے بند تھا اس سال صرف اس لئے منایا گیا کہ لوگوں کو اکٹھا کیا جائے اور کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑا جائے۔

مسجد کا معاملہ ایک نئی آبادی کے باشندوں کی درخواست پر صدر انجمن احمدیہ نے زمین کا ایک ٹکڑا اُن کے حوالے کر دیا کہ وہ وہاں نماز پڑھا کریں اور آخر کار اس زمین پر مسجد کھڑی کی جانی تھی لیکن احراریوں نے اس کے نزدیک ہی شاملات میں سے ایک قطعہ اراضی پر قبضہ کر لیا اور اس پر مسجد تعمیر کرنے کی تیاری شروع کر دی حالانکہ وہ اپنی سابقہ شروع کی ہوئی عمارت کو جسے وہ جامعہ ملّیہ کا نام دیتے تھے' ابھی تک مکمل نہ کر سکے تھے وہ عمارت کئی ماہ سے بغیر چھت کے رہی۔ اس نئے قطعۂ اراضی پر انہوں نے کچھ اینٹیں وغیرہ اکٹھی کر لیں لیکن چونکہ اس بات کا کوئی نوٹس نہ لیا گیا اس لئے انہوں نے اس زمین کو چھوڑ دیا اور

اینٹیں وہاں پڑی کی پڑی رہ گئیں۔ یہ اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ وہ ایسا صرف گڑ بڑ پھیلانے کے لئے کرتے ہیں۔

مجسٹریٹ علاقہ کا رویہ علاقہ مجسٹریٹ نے کریمنل لاء ایمنڈمنٹ ایکٹ کے ماتحت خالص مذہبی جلسوں کے انعقاد کی ممانعت کر دی۔ ایک جلسہ سے بھی جو ایک خالص مذہبی گروہ کا تھا اور جس کے ممبر صرف ۱۰ اور ۱۸ برس کی درمیانی عمر کے لڑکے تھے، ایسا ہی سلوک کیا گیا۔

عیدگاہ کا معاملہ کچھ عرصہ پہلے عیدگاہ میں گڑ بڑ پیدا ہوئی ریونیو ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیدگاہ کی زمین میں جائداد کے متعلق حقوق میرے خاندان کے ہیں مگر قبضہ ''اہل اسلام'' کا دکھایا گیا ہے۔ گذشتہ ۳۵ برس سے احمدی وہاں نماز عید ادا کرتے رہے ہیں، جبکہ غیر احمدی اس سے ۶۰۰ فٹ کے فاصلہ پر ایک اور جگہ نماز ادا کرتے رہے ہیں۔ کچھ دن پہلے انجمن احمدیہ نے کچھ مزدوروں کو عیدگاہ میں مرمت کرنے کے لئے بھیجا انہوں نے قریب ہی زمین کھودنی شروع کی۔ جہاں سے زمین کھودی گئی وہ ریونیو ریکارڈ کے مطابق ہمارے خاندان کی جائداد تھی اور ہماری ہی ملکیت میں تھی مگر جونہی مرمت کا کام شروع ہوا کچھ احرار وہاں آ گئے اور انہوں نے احمدیوں کو کام سے روک دیا۔

صدر انجمن احمدیہ نے فوٹو گرافر بھیجے کہ وہ اس واقعہ کا فوٹو لے لیں تا کہ اسے بعد میں بطور شہادت پیش کیا جا سکے مگر کچھ دیر بعد کچھ پولیس مین آ گئے انہوں نے کیمرے چھین لئے اور ایک کیمرہ توڑ دیا اور ۶۔ احمدیوں کو جن میں ۴ کیمرہ مین تھے، گرفتار کر لیا گیا۔

اس شخص کو بھی جو کام کی نگرانی کر رہا تھا اور پولیس میں صدر انجمن کی طرف سے اطلاع دینے گیا تھا گرفتار کر لیا اور زیر دفعہ ۱۰۷ تعزیراتِ ہند اُن کا چالان کر دیا گیا۔ فلمیں اور کیمرے ابھی تک پولیس کے قبضے میں ہیں حالانکہ ہم نے درخواست کی ہوئی ہے کہ وہ ہمیں دیئے جائیں کیونکہ ہماری شہادت ان کے بغیر نامکمل رہے گی۔

احرار کا الزام احرار نے الزام لگایا ہے کہ احمدی عیدگاہ کے قریب واقع قبروں کو مسمار کرنے گئے تھے لیکن ان قبروں میں میرے آباء واَجداد اور میری دو بہنوں کی قبریں بھی ہیں جس سے احراریوں کے بیان کی نامعقولیت ثابت ہوتی ہے۔

(الفضل ۲۹۔اگست ۱۹۳۵ء)